نکاح کے بنیادی ضوابط اور انکی عصری معنویت، جدید عصری مسائل کے تناظر میں

The basic rules of marriage and their contemporary meaning, in the context of modern contemporary problems

Atique Rehman
PhD Scholar, Islamic Studies Department, Lahore Garrison University Lahore:
ucp0004@gmail.com

Dr Muhammad Waris Ali
Assistant Professor, Islamic Studies Department, Lahore Garrison University Lahore:
mwarisali@lgu.edu.pk

ABSTRACT
Marriage is a natural part of life and is found in every religion and culture around the world, including Islam. The Prophet Muhammad emphasized the importance of marriage and declared it a religious duty. It's important to ensure that our marriages follow the teachings of Islam, as any actions that go against these teachings could displease Allah. However, many Muslims lack knowledge about the rules of marriage, which can lead to situations where couples may not be legally married or accidentally enter into a marriage without realizing it. It's important to educate people about these rules so that everyone can have a valid and legitimate marriage. This article explains the basic rules of marriage in Islam and how they apply to modern forms of marriage, like those conducted over the telephone, through messaging or over the internet. The information is presented in simple Urdu language for better understanding and control. Therefore, in this article, I derived the basic rules of jurisprudence from the details expressed in the books of jurisprudence. Then, in the light of those rules, I matched all the modern forms of marriage in the present era, especially the reasons for marriage or not on the telephone, message, or internet

Keywords: Islam, Nikah, Jurisprudence, Telephone, Internet.

نکاح ایک فطری عمل ہے۔ دنیا کے ہر مذہب اور معاشرے میں اسکا تصور پایا جاتا ہے۔ اسلام چونکہ دین فطرت ہے اسی فطری تقاضے کے تحت آپ ﷺ نے بھی اپنی حیات طیبہ میں نکاح کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور اسے ایک دینی فریضہ قرار دیا ہے۔ فرمایا نکاح میری سنت ہے اور جو میری سنت سے اعراض کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے نکاح سے متعلق تمام امور کو قولی اور عملی طور پر تفصیل سے بیان کیا ہے۔ بطور مسلم یہ ہماری زمہ داری ہے

کہ ہم آپ ﷺ کی سنت کے مطابق نکاح کے معاملات کرے کیونکہ ہمارا ہر وہ عمل جو اتباع رسول میں ہو گا وہ اللہ پاک کی رضا اور خوشنودی کا ذریعہ بنے گا اور جو عمل خلاف سنت ہو گا وہ اللہ پاک کی ناراضگی اور قہر کا سبب بنے گا لہذا آج ضرورت اس بات کی ہے ہم دیکھیں کے ہمارے نکاح کے معاملات کس حد تک دین اسلام کے مطابق ہے۔ اور اگر مطابق نہیں تو اسکی کیا وجہ ہے اور کس طرح انکو دین اسلام کے مطابق کیا جا سکتا ہے۔

اس سلسلے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی کی اکثریت نکاح کے احکام سے لاعلم ہے۔ اور نکاح کا بنیادی علم کہ کس طرح نکاح منعقد ہوتا ہے یہ بھی نہیں جانتے جسکا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض دفعہ زوجین نکاح کر لیتے ہیں لیکن شرعی طور پر انکا نکاح درست نہیں ہوتا اور وہ میاں بیوی کی طرح زندگی گزارتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف ایسی بھی صورتحال پیش آچکی ہے کہ مرد اور عورت نے ایسی گفتگو کی کہ جو نکاح کو واقع کر دیتی ہے۔ مثال کے طور پر نکاح کا مکالمہ کرنا۔ لیکن انکو اس بات کا علم ہی نہیں۔ اسی صورتحال کی طرف آپ ﷺ نے بھی اشارہ فرمایا ہے۔ کہ قرب قیامت میں لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ زنا کرینگے۔ جسکی دو صورتیں اوپر بیان کی گئی ہیں

لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کی اس لاعلمی کو ختم کیا جائے۔ اور انھیں نکاح سے متعلق تمام احکام سے آگاہ کریں۔ جس کے لیئے ضروری ہے کہ روایتی انداز تعلیم (جو کہ طویل، پیچیدہ، عربی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے خاصہ مشکل ہے) سے ہٹ کر اردو کے آسان الفاظ میں ان احکام کو قواعد کی شکل میں بیان کر دیا جائے۔ جس سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہونگے:

اردو زبان پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ہر شخص کے لیئے قابل فہم ہو گا۔

قواعد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے مختصر اور آسان ہونگے۔

. جامع ہونے کی وجہ سے انکا ضبط سہل ہو گا۔

عربی معاشرے کے بجائے ہمارے معاشرے کے مطابق ان احکام کا بیان ہو گا۔ جو سمجھنے میں آسان اور زیادہ سود مند ہے۔

لہذا میں اس مضمون میں کتب فقہ میں بیان کردہ جزئیات سے فقہ کے بنیادی قواعد اخذ کیئے گیے ہیں۔ پھر ان قواعد کی روشنی میں عصر حاضر میں مناکحات کی تمام جدید صورتوں کا نطباق کیا گیا ہے۔ خصوصا ٹیلی فون، میسج، انٹرنیٹ پر نکاح منعقد ہونے یا نہ ہونے کی بنیادی وجہ بیان کی گئی ہے

قرآن کریم میں نکاح کو نسلِ انسانی کی بقاء، ترقی اور معاشرتی زندگی کے استحکام کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے اور اس کی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے۔ مرد وعورت کے اس فطرتی، قانونی اور جائز ملاپ کو دنیا میں نسل انسانی کے آغاز اور رونق کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْرًا وَّنِسَآء۔[1]

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتدائ) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔

قرآن حکیم میں مرد کے لیے بیوی کا ہونا اور بیوی کے لیے شوہر کا ہونا اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ لیکن یہ نعمت کا ہونا اسوقت ہے جب ہم شریعت کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق نکاح کے معاملات سرانجام دیں گے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر ہم ذیل میں نکاح کے مسائل کو ضوابط کی شکل میں بیان کرنے اور انکی، تشریح اور ، تفریعات کی مدد سے شکل جدید مسائل کو زیر بحث لائیں گے۔

اقسام نکاح سے متعلق ضوابط

انعقاد نکاح کے اعتبار سے فقہاء کرام نے نکاح کی تین بنیادی اقسام بیان کی ہیں۔ نکاح صحیح، نکاح باطل اور نکاح فاسد نکاح باطل اور نکاح فاسد کی تعریفات میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

تعریف اول: نکاح فاسد و باطل کی پہلی تعریف یہ کی جاتی ہے:

"كل نكاح اختلف العلماء في جوازه كالنكاح بلا شهود فالدخول فيه موجب للعدة أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلا[2]

---

[1] النساء، 4:1

[2] ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز، الدر المختار و حاشية ابن عابدين(ردالمحتار)، (دارعالم الكتب- رياض ، 1423ھ - 2003م)60/3

اس تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ نکاح جس میں کسی بھی فقیہ کا اختلاف نہ ہو وہ باطل اور جس میں کسی ایک کا بھی اختلاف ہو وہ فاسد ہے لہٰذا اسی اعتبار سے جو نکاح فاسد ہو گا اس میں مہر، عدت، نسب وغیرہ کے احکام آئیں گے اور جو باطل ہو گا اس میں یہ احکام نہیں آئینگے۔

علامہ شامی اس تعریف پر مطمئن نہیں ہیں کیونکہ جمع الاختین اور نکاح المحارم بنص قطعی حرام ہیں۔ کوئی فقیہ ان کے جواز کا قائل نہیں، لیکن پھر بھی ان پر نکاح فاسد کے احکام آرہے ہیں لہٰذا اسے نکاح فاسد اور باطل کی جامع تعریف قرار نہیں دیا جاسکتا۔

تعریف ثانی: نکاح فاسد و باطل کی دوسری تعریف یہ ہے۔

" ويجب مهر المثل في نكاح فاسد) وهو الذي فقد شرطا من شرائط الصحة كشهود"

اس تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ نکاح فاسد وہ ہے جس میں شرائط صحت میں سے کوئی شرط مفقود ہو۔ مثلاً گواہ نکاح کی صحت کی شرائط میں سے ہے بغیر گواہ کے نکاح فاسد ہو گا۔ اس کے مقابلے میں باطل وہ ہو گا جس میں شرائط انعقاد یعنی رکن ہی نہ ہو۔ مثلاً ایجاب و قبول نہ ہو۔ جس بنیاد پر وہ نکاح باطل یعنی وجوده كعدمه قرار پائے۔۔

ان دونوں تعریفوں میں سقم موجود ہے۔ اسی لیئے مفتی نجم الحسن امروہوی نے نجم الفتاویٰ میں ایک تیسری تعریف کی ہے جو زیادہ بہتر ہے۔ ذیل میں انکی تعریف کے مطابق نکاح صحیح، فاسد اور باطل کو ضوابط کی شکل میں بیان کیا جاتا ہے۔

ضابطہ: نکاح صحیح وہ ہے جہاں ارکانِ نکاح موجود ہوں اور عورت محلِ نکاح بھی ہو نیز کوئی عارض نہ ہو تو وہ نکاح صحیح ہے۔

تشریح: ارکان نکاح سے مراد ایجاب و قبول کا درست ہونا اور دوام کا پایا جانا ہے۔ ایجاب و قبول نکاح کے رکن ہیں، اگر یہ دو چیزیں (ایجاب و قبول اور دوام) نہ ہو تو نکاح باطل ہو گا۔ اس میں صحت اور فساد کی بحث ہی نہیں۔ اسی طرح دوام بھی نکاح کا رکن ہے۔ اگر نکاح کے لیئے کوئی مدت مقرر کر دی جائے تو دوام کی شرط ختم ہونے کی وجہ سے یہ نکاح بھی باطل ہو جاتا ہے۔

مذکورہ تعریف سے نکاح کے صحیح ہونے کے لیئے چار باتیں معلوم ہوتی ہے۔

- اس عورت سے نکاح شرعاً ہو سکتا ہو۔

- ایجاب و قبول تمام شرائط کے مطابق درست ہو۔
- نکاح ہمیشہ کی نیت سے ہو
- اور کوئی وقتی روکاوٹ بھی نہ ہو

ان شرائط میں سے اگر کوئی ایک یا ایک سے زائد شرائط نہ پائی جائے تو یہ نکاح فاسد یا باطل ہو گا۔ جسکی تفصیل آئندہ دو ضابطوں میں بیان ہو گی۔

ضابطہ: نکاح باطل وہ ہے کہ جہاں عورت محل نکاح ہی نہ ہو یا ارکانِ نکاح ایجاب و قبول اور دوام میں خلل ہو۔

تشریح: مذکورہ ضابطہ کے مطابق نکاح کے باطل ہونے کی تین سبب ہیں۔

1. جس عورت سے عقد نکاح کیا جارہا ہے اس سے شرعا نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔ جیسا کہ محرم رشتہ داراں، بہن، بیٹی
2. ایجاب و قبول درست نہ ہو۔ جیسے نابالغ بچے کا خود سے نکاح کرنا۔ ایجاب مستقبل کے صیغہ سے کرنا
3. یا عقد نکاح کا وقت مقرر کرنا

نکاح باطل کا حکم

اس کا حکم یہ ہے کہ اس نکاح کا شرعا کوئی اعتبار نہیں ہوتا لہٰذا اس سے نکاح سے،

1. اولاد ہو تو اس کا نسب ثابت نہیں ہوتا۔
2. تفریق پر عدت واجب نہیں ہوتی۔
3. جانتے بوجھتے یہ نکاح کرنے اور صحبت کرنے پر زنا کی حد لگے گی۔ چناچہ فتاویٰ شامی مذکور ہے۔

"(كوطء محرم نكحها)وقالا ان علم الحرمة حد "علامہ شامی اسکی تفصیل میں لکھتے ہیں۔

وحاصله أن عدم تحقق الحل من وجه في المحارم لكونه زنا محضا يلزم منه عدم ثبوت النسب والعدة ولا يلزم منه عدم الشبهة الدارئة للحد "[3]

تفریعات:

[3] ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز، الدر المختار و حاشیۃ ابن عابدین(ردالمحتار)، (دارعالم الکتب- ریاض ، 1423ھ - 2003م)،4/44

نکاح باطل کی مذکورہ تعریف سے مندرجہ ذیل مسائل متفرع ہوتے ہیں:

1. کوئی مسلمان عورت کسی کافر مرد سے نکاح کرلے تو یہ نکاح باطل ہے۔ ایسا ہی جیسے نکاح کیا ہی نہیں۔
2. اپنی محرم سے نکاح کرنا باطل ہے۔ یہ قول امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ہے جب کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ نکاح فاسد ہے باطل نہیں۔
3. یہ جانتے ہوئے کہ عورت دوسرے کی منکوحہ ہے یا دوسرے کی عدت میں ہے اس سے نکاح کرنا باطل ہے۔
4. مسلمان عورت کا غیر مسلم مرد سے نکاح باطل ہے۔
5. زوجین میں سے کسی ایک کے مرتد ہونے سے نکاح باطل ہو جاتا ہے۔
6. مطلقہ ثلاثہ سے بغیر حلالہ نکاح کرنا باطل ہے۔[4]
7. متعہ اور نکاح مؤقت باطل ہیں اس بناء پر کہ ان میں دوام نہیں پایا جاتا جو کہ نکاح کا رکن ہے۔ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں۔

" قوله (وبطل نكاح متعة ومؤقت) قال في الفتح قال شيخ الإسلام في الفرق بينهما أن يذكر الوقت بلفظ النكاح والتزويج وفي المتعة أتمتع أو أستمتع يعني ما اشتمل على مادة متعة ----- لو عقد بلفظ المتعة وأراد النكاح الصحيح المؤبد فإنه لا ينعقد وإن حضره الشهود لأنه لا يفيد ملك المتعة" [5]

ضابطہ: نکاح فاسد وہ ہے جہاں ارکان نکاح ہو اور عورت محل نکاح بھی ہو لیکن کسی عارض کی بناء پر فساد آئے۔

تشریح: نکاح کے فاسد ہونے کا سبب یہ کہ نکاح کے شرائط میں کوئی شرط نہ پائی جائے۔

نکاح فاسد کا حکم

نکاح فاسد سے مندرجہ ذیل احکام ثابت ہوتے ہیں:

- صحبت سے مہر واجب ہوتا ہے۔
- اولاد ہو تو اس کا نسب شوہر سے ثابت ہوتا ہے۔

---

[4] جالندری، مولانا خیر محمد، خیر الفتاویٰ (مکتبہ امدادیہ) ج4 ص363

[5] ردالمحتار 3/31

- تفریق پر عدت واجب ہوتی ہے۔
- تفریق سے پیشتر جو جماع اور صحبت ہو اس پر زنا کی حد نہیں لگتی۔
- مرد و عورت کے درمیان تفریق لازم ہے یہاں تک کہ حاکم یا عدالت پر واجب ہے کہ وہ ان کے درمیان تفریق کو نافذ کرے۔
- جانتے بوجھتے ایسا نکاح کرنے پر تعزیر کی جائے گی۔[6]

تفریعات:

نکاح فاسد کی مذکورہ تعریف سے مندرجہ ذیل مسائل متفرع ہوتے ہیں:

1. گواہوں کے بغیر کیا جانے والا نکاح، فاسد ہو گا
2. دو بہنوں سے یا پھوپھی بھتیجی یا خالہ بھانجی سے اکٹھے نکاح کرنا، نکاح فاسد ہے۔
3. ایک بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری بہن سے نکاح کرنا یا خالہ یا پھوپھی کے نکاح میں ہوتے ہوئے بھانجی یا بھتیجی سے نکاح کرنا، نکاح فاسد ہے۔
4. ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن سے نکاح کرنا یا پھوپھی کی عدت میں اس کی بھتیجی سے نکاح کرنا یا خالہ کی عدت میں اس کی بھانجی سے نکاح کرنا۔ نکاح فاسد ہے۔
5. جو عورت ایک شخص کی عدت میں ہو دوسرے شخص کا اس سے نکاح کرنا جب کہ وہ اس کے عدت میں ہونے سے لاعلم ہو، یہ نکاح فاسد ہے۔
6. چوتھی بیوی کی عدت میں پانچویں عورت سے نکاح کرنا، نکاح فاسد ہے۔
7. جس عورت کو خود ایک مجلس میں تین طلاقیں دے چکا ہو غیر مقلدین کے فتوے پر اس سے بغیر حلالہ کے نکاح کرنا۔ نکاح فاسد ہے۔
8. جو عورت کسی کے نکاح میں ہو لیکن وہ دوسرے مرد کو لاعلم رکھ کر اس سے نکاح کرلے تو یہ نکاح فاسد ہے۔[7]

---

[6] مفتی عبدالواحد، مسائل بہشتی زیور صفحہ نمبر 64

[7] ردالمحتار مطلب في النكاح الفاسد، (3:132)

نکاح کے بنیادی ضوابط اور انکی عصری معنویت، جدید عصری مسائل کے تناظر میں

محل نکاح سے متعلق ضوابط

جن عورتوں سے نکاح جائز نہیں انہیں 'محرّمات' کہا جاتا ہے، اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے محرماتِ نکاح کی فہرست بیان کی ہے، ان محرمات کے علاوہ باقی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے، خواہ رشتہ دار ہوں یا نہ ہوں، ان کی تفصیل درج ذیل آیت کریمہ میں بیان کی گئی ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا[8]) ".

ترجمہ:"تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں، اور تمہاری بہنیں ، اور تمہاری پھوپھیاں ، اور تمہاری خالائیں، اور بھتیجیاں اور بھانجیاں، اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے (یعنی انا) اور تمہاری وہ بہنیں جو دودھ پینے کی وجہ سے ہیں، اور تمہاری بیبیوں کی مائیں، اور تمہاری بیٹیوں کی بیٹیاں، جو کہ تمہاری پرورش میں رہتی ہیں ان بیبیوں سے کہ جن کے ساتھ تم نے صحبت کی ہو، اور اگر تم نے ان بیبیوں سے صحبت نہ کی ہو تو تم کو کوئی گناہ نہیں اور تمہارے ان بیٹوں کی بیبیاں جو کہ تمہاری نسل سے ہوں، اور یہ کہ تم دو بہنوں کو (رضاعی ہوں یا نسبی) ایک ساتھ رکھو لیکن جو پہلے ہو چکا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑے رحمت والے ہیں

"وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا[9]) "۔

اور وہ عورتیں جو کہ شوہر والیاں ہیں مگر جو کہ تمہاری مملوک ہو جاویں اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے، اور ان (عورتوں) کے سوا (اور عورتیں) تمہارے لئے حلال کی گئیں ہیں (یعنی یہ) کہ تم ان کو اپنے مالوں کے ذریعہ سے چاہو، اس طرح سے کہ تم بیوی بناؤ صرف مستی ہی نکالنا نہ ہو، پھر جس طریق سے تم ان عورتوں سے منتفع ہوئے

---

[8] سورۃ النساء، آیت نمبر:23

[9] سورۃ النساء، آیت نمبر:24

ہو سو ان کو ان کے مہر دو جو کچھ مقرر ہو چکے ہیں اور مقرر ہوئے بعد بھی جس پر تم باہم رضامند ہو جاؤ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں۔"[10]

علامہ شامیؒ نے ان محرمات کو اسباب کے تحت بیان کیا ہے۔ محرمات اسباب کے اعتبار سے کئی قسم کی ہیں۔ جنکی تفصیل یہ ہے:[11]

(1) محرمات نسب: یعنی وہ عورتیں جن سے نسبی تعلق کی وجہ سے نکاح کرنا حرام ہے۔ محرمات نسبی چار ہیں۔

- **اُصول؛** یعنی ماں (چاہے حقیقی ماں ہو یا سوتیلی)، نانی اور دادی وغیرہ
- **فروع؛** یعنی بیٹی (پوتی اور نواسی بھی)
- **اصل قریب (والدین) کی تمام فروع؛** یعنی بہن، بھانجی، پھوپھی، خالہ، بھتیجی (چاہے حقیقی ہو، یا سوتیلی) وغیرہ۔
- **اصل بعید (جدہ، جدات) کی صلبی اولاد؛** یعنی خالہ، پھوپھی۔

(2) محرمات رضاعت: جن سے رضاعت (دودھ پینے) کی وجہ سے نکاح کرنا حرام ہوتا ہے۔

وہ تمام عورتیں جو نسبی تعلق کی وجہ سے محرمات میں سے ہیں، وہ دودھ پینے (رضاعت) کی وجہ سے بھی محرم بن جاتی ہیں بشرطیکہ کہ دودھ ڈھائی سال کی عمر سے پہلے پلایا گیا ہو)،

- رضاعی ماں اور اس کی فروع
- رضاعی ماں کے اصول؛ یعنی نانی، دادی وغیرہ۔
- رضاعی بہن اور اس کی اولاد۔
- رضاعی بھائی کی اولاد۔

(3) حرمت مصاہرت: (یعنی وہ عورتیں جن سے سسرالی رشتہ کی وجہ سے نکاح کرنا جائز نہیں)

- بیوی کی ماں، نانی، دادی۔

---

[10] تھانوی، مولانا اشرف علی، بیان القرآن، مکتبہ رحمانیہ سورۃ النساء 24

[11] ردالمحتار 3/44

- مدخولہ بیوی کی بیٹی، پوتی، نواسی۔
- اصول یعنی باپ دادا کی بیوی۔
- فروع یعنی بیٹے، پوتے، نواسے کی بیوی
- مزنیہ کی ماں، بیٹی وغیرہ یعنی اصول و فروع۔

(4) جمع بین المحارم: (یعنی وہ دو عورتیں جن کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا درست نہیں)

- دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا ناجائز ہے۔ اسی طرح پھوپھی اور اس کی بھتیجی، اور خالہ اور اس کی بھانجی کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا درست نہیں ہے۔

(5) وقتی حرمت: کچھ عورتیں ایسی بھی ہیں جو خاص محدود حالات میں حرام ہیں، وہ حالات نہ رہیں، تو ان کی حرمت بھی نہ رہے گی، جیسے؛

- بیوی کی محرم رشتہ دار خالہ، پھوپھی، بہن اس وقت تک حرام ہیں، جب تک بیوی نکاح میں ہے، اگر وہ مر جائے یا اس کو طلاق ہو جائے اور عدت گذر جائے، تو ان کی حرمت نہ رہے گی۔
- اور اگر کسی کے نکاح میں چار بیویاں ہوں تو پانچویں سے نکاح درست نہیں، لیکن اگر کوئی ایک مر جائے یا اس کو طلاق ہو جائے اور اس کی عدت گذر جائے، تو پانچویں سے نکاح حرام نہ ہو گا۔
- غیر مسلم، مشرکہ، اور کافرہ سے نکاح کرنا حرام ہے جب تک کہ مسلمان نہ ہو جائے۔

تفریعات:

1. محرمات محل نکاح نہیں ہیں لہٰذا محرم سے نکاح باطل اور زنا محض ہے۔
2. بیوی کا دودھ پینا حرام ہے لیکن اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ رضاعت کی مدت اڑھائی سال ہے۔
3. کسی کی منکوحہ، نکاح کا محل نہیں ہے۔ دوسرے کے نکاح میں جو کوئی عورت ہو تو اس سے نکاح باطل اور زنا ہے۔
4. نیز رشتہ داروں میں سے خالہ زاد، چچازاد، پھوپھی زاد، اور ماموں زاد سے نکاح کرنا جائز ہے،[12]
5. محارم محل نکاح نہیں، ماں، بہن، بیٹی سے نکاح باطل اور کالعدم ہے اس میں نکاح کا کوئی حکم جاری نہ ہو گا۔
6. غیر مسلم مشرکہ اور کافرہ سے نکاح حرام ہیں،

---

[12] ابن ھمام الحنفی، کمال الدین محمد بن عبد الواحد، کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات، فتح القدیر (دار الفکر) 2/208

نکاح کی شرعی حیثیت سے متعلق ضوابط

شریعت کے احکام مختلف قسم کے ہے۔کچھ فرض،واجب اور کچھ حرام و مکروہ ہیں۔ نکاح بھی کبھی فرض اور کبھی واجب اور کبھی حرام ہوتا ہے۔

ضابطہ: نکاح کی شرعی حیثیت مکلف کے حالات کے اعتبار سے ہے۔

وضاحت: فقہا کرام نے حالات کے اعتبار سے نکاح کرنے اور نہ کرنے کے احکام بیان کیے ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

سنت:

اعتدال کی حالت میں نکاح کرنا سنت ہے؛ کیوں کہ حدیث میں ہے: النکاح من سنتی

فرض:

اگر شہوت بہت زیادہ ہو حتی کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں گناہ کر لینے کا یقین ہو، مہر اور نان ونفقہ ادا کر سکتا ہو، نیز بیوی پر ظلم وستم کرنے کا خوف نہ ہو، تو ایسی صورت میں نکاح کر لینا فرض ہے۔

واجب:

نکاح کرنے کا تقاضہ ہو، نکاح نہ کرنے کی صورت میں گناہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو، مہر اور نان ونفقہ ادا کر سکتا ہو نیز بیوی پر ظلم وستم کرنے کا خوف نہ ہو، تو ایسی صورت میں نکاح کر لینا واجب ہے۔

سنت موکدہ

عام حالات میں یعنی مالی اور جسمانی حالت اچھی ہو، بیوی کے حقوق کو ادا کر سکتا ہو، بیوی پر ظلم وستم کرنے کا خوف نہ ہو تو نکاح کرنا سنتِ موکدہ ہے۔

مکروہ تحریمی

اگر نکاح کرنے کے بعد بیوی کے مالی یا صنفی حقوق ادا نہ کرنے کا اندیشہ ہو تو نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

نکاح کے منعقد کرنے سے متعلق ضوابط۔

ضابطہ: مرد وعورت کا نکاح چار طریقوں سے منعقد ہو جاتا ہے۔ اصالۃ،۔۔وکالۃ۔۔ولایۃ،۔۔۔اجازۃ

اصالۃ: خود نکاح کرنا۔۔۔۔یعنی نکاح کرنے والا خود ایجاب یا قبول کرے۔ مثلاً لڑکا یا لڑکی دونوں میں سے کوئی ایک دو گواہوں کی موجودگی میں دوسرے سے کہے کہ میں نے آپ سے اتنے مہر کے عوض نکاح کیا اور وہ کہے ہاں میں نے قبول کیا۔ تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اسکے لیئے عقد کرنے والے کا عاقل بالغ مسلمان ہونا شرط ہے۔

تفریعات:

- نابالغ بچہ کا ایجاب و قبول معتبر نہیں ہے۔ اگرچہ اسکا والد اپنی موجودگی میں کروائے۔ عقد کے لیئے بلوغ شرط ہے۔[13]
- لڑکی نکاح میں ایجاب و قبول دونوں کر سکتی ہے۔

ولایۃ: ولی کے ذریعہ نکاح کرنا۔۔۔۔یعنی نکاح کرنے والے کا ولی مثلاً اس کا باپ یا دادا، بھائی، چچا وغیرہ (بالترتیب) اس کی طرف سے ایجاب یا قبول کرے،

تشرح: نابالغ لڑکا اور لڑکی کے نکاح کا جسے اختیار ہوتا ہے اسے ولی کہتے ہیں۔ نابالغ کا ولی سب سے پہلے اسکا باپ ہوتا ہے۔ پھر دادا اور پر دادا اوانکے بعد اسکا بھائی اسطرح عصبات کی ترتیب پر قریبی رشتہ دار ولی بنتے ہیں۔

مسئلہ: اگر نکاح باپ دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی مثلاً بھائی، چچا وغیرہ نے کرایا ہے، تب تو ان کو بالغ ہونے کے بعد اختیار ہو گا کہ اس نکاح کو باقی رکھیں یا ختم کر دیں، اور اگر باپ دادا نے کرایا ہے تو یہ اختیار نہیں رہے گا۔ ہاں اگر باپ دادا اپنے فسق و فجور میں مشہور ہوں تو پھر نکاح ختم کرنے اختیار ہو گا۔ فقہ کی اصطلاح میں اس کو خیار بلوغ کہا جاتا ہے۔ مگر اس کے لیے قضاء قاضی شرط ہے یعنی شرعی دارالقضاء میں جا کر قاضی شریعت کی خدمت فسخ نکاح کا درخواست دینا ضروری ہے، قاضی محترم تحقیق کرنے کے بعد فسخ کر سکتے ہیں۔

وکالۃ: وکیل کے ذریعہ نکاح کرنا۔۔۔یعنی نکاح کرنے والا لڑکا یا نکاح کرنے والی لڑکی کسی کو ایجاب و قبول کرنے کا زبانی یا تحریری طور پر وکیل بنادے مثلاً یوں کہے یا لکھ دے کہ میں نے فلاں ولد فلاں کو فلانہ بنت فلانہ سے یا فلاں ولد فلاں سے اپنا نکاح کرانے کا وکیل بنادیا اور وکیل اس کی طرف سے ایجاب یا قبول کرے۔ مثلاً یوں ایجاب کرے

---

[13] تقی عثمانی، فتاویٰ عثمانی، مکتبہ معارف القرآن، ج2 ص362

کہ میں نے اپنے مؤکل یامؤکلہ کو آپ کی زوجیت میں دیایامیں نے اپنے مؤکل یامؤکلہ کا نکاح آپ سے کیا۔ قبول اس طرح کرے کہ میں نے اپنے مؤکل یامؤکلہ کی طرف سے قبول کیا۔

یری الحنفیة انه یصح التوکیل بعقد الزوج من الرجل والمراة(الی قوله)ویصح التوکیل بالعبارة والکتابة الخ [14]

حنفیہ کے نزدیک مرد وعورت دونوں کی طرف سے نکاح کا وکیل بنانا صحیح ہے اور زبانی اور تحریری دونوں طرح وکیل بیاناج سکتا ہے۔

اجازۃ: کسی کی اجازت سے اسکا نکاح کرنا

اگر لڑکا یالڑکی بالغ ہو تو اس کی طرف سے اجازت یاوکالت کا ہونا ضروری ہے۔ ہمارے معاشرہ میں عموماً لڑکا اور لڑکی کے والدین، اولیاء وسرپرست نکاح کراتے ہیں، یہ ایک بہتر اور مستحسن عمل ہے۔

اجازت کا مطلب یہ ہے کہ بالغ لڑکا یالڑکی اپنے ولی مثلاباپ، دادا، یابھائی کو اس بات کی اجازت دیدے کہ آپ میرا نکاح فلاں سے کرادیں، یاجس سے چاہیں کرادیں، یاولی اپنے بیٹے یابیٹی سے اس بات کی اجازت لے لیں کہ وہ اس کا نکاح فلاں یافلانہ سے کرانے جارہاہے، واضح رہے کہ اگر باپ دادا نے کنواری لڑکی سے اجازت طلب کی اور وہ خاموش رہی تو اس کا خاموش رہنا بھی اجازت کے حکم میں ہو گا۔ بہر حال ایسی صورت میں ولی کو بھی اپنے بالغ بیٹے یابیٹی کا نکاح کرانے کا یعنی ایجاب یاقبول کرنے کا حق ہو گا۔ اجازت دیتے یالیتے وقت بہتر ہے کہ دو گواہ بھی موجود ہوں۔

ضابطہ: ایجاب وقبول کے معتبر ہونے کے لیئے چند شرائط ہیں:

ایجاب وقبول ایک ہی وقت اور ایک ہی مجلس میں ہو،

---

[14] المرغیناني، أبو الحسن برهان الدین علي بن أبي بکر بن عبد الجلیل، الهدایة في شرح بدایة المبتدي،(دار احیاء التراث العربي- بیروت- لبنان)ج7ص32

وضاحت: ایجاب جس مجلس ہو اسی مجلس میں قبول ہو جائے ورنہ نکاح منعقد نہیں ہو گا، مثلاً اگر ایجاب و قبول کی جگہ بدل جائے یا کوئی ایک مجلس سے اٹھ جائے پھر قبول کرے تو نکاح منعقد نہیں ہو گا۔[15]

اگر نکاح کرنے والوں میں سے کوئی ایک مجلس میں موجود نہ ہو مگر اس کی طرف سے اس کا ولی جس کو اس نے نکاح کرانے کی اجازت دی رکھی ہو یا وکیل جس کو اس نے نکاح کرانے کا وکیل بنایا ہو، موجود ہو تو وہ خود اس کی طرف سے ایجاب یا قبول کرے۔ مثلاً یوں ایجاب کرے "میں نے فلاں یا فلانہ کا نکاح آپ سے اتنے مہر کے عوض کیا"، اور قبول اس طرح کرے "ہاں میں نے فلاں یا فلانہ کی طرف سے قبول کیا" یا قاضی ولی اور وکیل کا ترجمان بن کر اس کی موجودگی میں ایجاب کرے تو اس سے بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔

اگر کوئی ولی یا وکیل بھی موجود نہ ہو تو اگر کسی ایک نے ایجاب کو لکھ کر بھیجا اور دوسرے نے جس مجلس میں اس کو ایجاب کی تحریر پہنچی اسی مجلس میں گواہوں کی موجودگی میں ایجاب کو پڑھ کر یا کسی سے پڑھوا کر زبان سے قبول کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔[16]

ضابطہ: ایجاب و قبول زبانی ہو، تحریری یا عملاً ایجاب و قبول معتبر نہیں ہو گا۔

تشریح: اگر ایجاب و قبول کرنے والا بولنے پر قادر ہے اور دونوں مجلس میں موجود ہیں تو ایجاب و قبول زبان سے کرنا ضروری ہے۔

مثلاً ایجاب یوں کرے "میں نے آپ سے اتنے مہر کے عوض نکاح کیا"، اور قبول یوں کرے "ہاں میں نے قبول کیا"

تفریع: اگر ایجاب و قبول کے الفاظ لکھ دئے جائیں، یا صرف سر کو ہلا دیا جائے یا نکاح نامہ میں صرف دستخط کر دئے جائیں تو ان صورتوں میں نکاح منعقد نہیں ہو گا۔

معاطاۃ: (ایجاب و قبول کے الفاظ بولے بغیر عمل کے ذریعہ عقد کرنا) احناف اور حنابلہ نے صراحت کی ہے کہ نکاح کے معاملہ کی اہمیت اور اس کی حرمت کی شدت کی وجہ سے تعاطی سے نکاح منعقد نہیں ہو گا، چنانچہ الفاظ کے بغیر عورت سے عقد کرنا صحیح نہیں ہو گا۔

---

[15] الکاسانی، ملک العلماء، ابی بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، (مترجم: ظفر اللہ شفیق)، (مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری نسبت روڈ لاہور۔ 1993م۔) 2/278

[16] البلخي، نظام الدين البرهانبوري البلخي وجماعة من العلماء، الفتاوى الهندية، (دار الفكر بيروت وغيرها، 1310ھ): 1/270

علامہ شامیؒ نے البحر سے ان کا یہ قول نقل کیا: کیا فعل کے ذریعہ قبول کرنا لفظ کے ذریعہ قبول کرنے کی طرح ہو گا؟ جیسا کہ بیع میں ہوتا ہے، البزازیہ میں ہے، صاحب البدایہ نے اس عورت کے بارے میں جس نے نے گواہوں کے پاس ایک ہزار کے بدلہ کسی شخص سے اپنی شادی کی اور شوہر نے کچھ نہیں کہا، لیکن مجلس ہی میں اس کو مہر دے دیا۔ یہ فتوی دیا ہے کہ وہ قبول ہو گا۔ اور صاحب المحیط نے انکار کیا ہے اور کہا ہے: نہیں جب تک وہ اپنی زبان سے میں نے قبول کیا نہ کہہ دے، قبول نہیں ہو گا، بر خلاف بیع کے، اس لئے کہ وہ عمل سے منعقد ہو جاتی ہے اور اپنی اہمیت کی وجہ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ گواہوں پر موقوف ہوتا ہے۔[17]

تفریعات: (1) پس اگر کوئی مرد کہے: "میں نے اتنے روپیہ کے عوض تم سے نکاح کیا" جواب میں عورت کچھ نہ کہے صرف مہر پر قبضہ کر لے تو اس طرح نکاح منعقد نہ ہو گا۔

(2) اسی طرح ہندوں کی طرح مرد و عورت نے سات پھیرے لئے اور مرد نے عورت کو منگل ستر پہنایا (جیسا بعض جگہوں میں نام نہاد مسلمان بھی ایسا کرتے ہیں) اور زبان سے ایجاب قبول نہیں کیا تو نکاح نہ ہو گا۔

ضابطہ: ایجاب قبول کے الفاظ کے معنی کا کماحقہ علم ضروری نہیں بس اتنا معلوم ہو کہ یہ لفظ نکاح کے ایجاب و قبول کے لیئے مستعمل ہیں۔

"وَلَا يُشْتَرَطُ الْعِلْمُ بِمَعْنَى الْإِيجَابِ وَالْقَبُولِ[18]"

یعنی ایجاب و قبول ہر زبان میں درست ہے اور ان کے معنی جاننا ضروری نہیں۔

تشریح: پس عربی، فارسی، اردو وغیرہ کی بھی زبان میں ایجاب و قبول کر لے تو نکاح ہو جائے گا، اگرچہ اس کے معنی معلوم نہ ہوں، صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ اس لفظ سے نکاح ہو رہا ہے۔

"وَوَفَّقَ الرَّحْمَتِيُّ بِحَمْلِ الْقَوْلِ بِالِاشْتِرَاطِ عَلَى اشْتِرَاطِ فَهْمِ أَنَّهُ عَقْدُ نِكَاحٍ وَالْقَوْلُ بِعَدَمِهِ عَلَى عَدَمِ اشْتِرَاطِ فَهْمِ مَعَانِي الْأَلْفَاظِ بَعْدَمَا فُهِمَ أَنَّ الْمُرَادَ عَقْدُ النِّكَاحِ[19]"

---

[17] ۔ ردالمحتار 3/22

[18] . ردالمحتار 15/3

[19] ۔ ردالمحتار 23/3

تفریع: پس اگر کسی کو گواہوں کی موجودگی میں سکھایا جائے کہ آپ کہے "زوجت نفسی منک" اور عورت کو سکھایا جائے کہ کہہ "قبلت" تو نکاح ہو جائے گا، اگرچہ مرد اور عورت یہ نہ جانتے ہوں کہ ان الفاظ کے کیا معنی ہیں۔ ہاں اتنا ضرور جانتے ہوں کہ یہ اجاب یا قبول کا کلمہ ہے اگر یہ بھی نہ جانتے ہوں تو پھر نکاح نہ ہو گا۔[20]

وفي تقريرات الرافعي: لكن في البزاية: تلفظت المرأة بالعربية زوجت نفسي من فلان و لا تعرف ذالك و قال فلان قبلت و الشهود يعلمون أو لا يعلمون صح النكاح، قال في النصاب و عليه الفتوى۔

ایجاب و قبول سے متعلق ضوابط۔

نکاح کے صحیح ہونے کے لیے ایسے الفاظ کا استعمال ضروری ہے جن سے اسی وقت میں نکاح کرنے (انشاء) کا معنی معلوم ہو اور دوسرا فریق اسی وقت اس نکاح کو قبول کرے۔

وضاحت: انعقاد نکاح کے لیئے شریعت نے ایک مخصوص طریقہ مقرر کیا ہے۔ اگر اس طریقہ کا لحاظ رکھا جائے تو نکاح صحیح ہو گا ورنہ وہ نکاح صحیح نہیں ہو گا۔

انعقاد نکاح ایسے لفظ کا محتاج ہو گا جو صراحتا اس معنی پر دلالت کرے اور چونکہ عربی لغت میں ایسا لفظ موجود نہیں جو صراحۃ (انشاء) حدوث امر فی الحال پر دلالت کرے، اور یہ اس لیئے کیونکہ ماضی تو گذشتہ پر دلالت کرتی ہے اور مضارع جس طرح حال پر دلالت کرتا ہے، استقبال پر بھی دلالت کرتا ہے، لہذا مضارع کی دلالت حال پر پھر بھی نہیں ہو گی تو اب ایجاب و قبل صیغہ ماضی سے کیوں تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ جواب یہ دیا گیا ہے کہ صیغہ ماضی گو اخبار کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ لیکن مصالح نکاح کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے انشاء کے معنی میں نقل کیا گیا۔

ضابطہ: نکاح اپنے مخصوص محل میں منعقد ہوتا ہے اور نکاح کا محل ہر وہ عورت ہے جس سے شریعت میں نکاح کرنے سے کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو۔[21]

وضاحت: لہذا محرمات، خنثیٰ مشکل اور غیر جنس وغیرہ سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ مرد کا مرد اور خنثیٰ مشکل سے نکاح جائز نہ ہونے کی علت یہ ہیکہ نکاح عورت سے ہوتا ہے اور یہ عورت نہیں ہے۔ **(فخرج الذكر للذكر والخنثى مطلقا)**[22]۔

---

[20] ۔ تقريرات الرافعي علي حاشية ابن عابدين، دارالكتب العلمية بيروت 181

[21] ردالمحتار 60/4)

[22] ۔ ابن نجيم المصري، زين الدين بن إبراهيم بن محمد، البحر الرائق شرح كنز الدقائق (دار الكتاب الإسلامي)، كتاب النكاح، 3/138

تفریعات: کافرہ و مشرکہ عورت سے نکاح صحیح نہیں ہے اس لیے کہ شریعت میں ان سے نکاح کو حرام کہا گیا ہے۔ اسی طرح ذی رحم محرم سے نکاح کرنے میں مانع شرعی موجود ہے اور اسی طرح غیر جنس جیسے جن مؤنث اور سمندر میں پائے جانے والے انسان کے مشابہ جانور بھی مانع شرعی کی قید لگانے سے نکل گئے کیونکہ جنات وغیرہ کی جنس دوسری ہے۔[23]

ضابطہ: عقد نکاح کے انعقاد اور صحت کے لیے ارکان نکاح (ایجاب و قبول) کی ادائیگی کے وقت گواہوں کا موجود ہونا اور ایک ساتھ ایجاب و قبول سننا ضروری ہے۔

تشریح: ایجاب و قبول کم از کم دو ایسے مسلمان عاقل و بالغ مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں ہو، جو فریقین کے ایجاب و قبول کے الفاظ کو سن سکیں؛ لہذا اگر دو گواہ نہیں ہیں یا گواہ تو ہیں مگر مسلمان نہیں ہیں، یا صرف عورتیں ہیں، یا گواہ بالغ نہیں ہیں، یا عاقل نہیں ہیں تو نکاح منعقد نہیں ہو گا۔

تفریع: اگر لڑکے اور لڑکی نے بغیر گواہوں کے ایجاب و قبول کر لیا ہو تو گواہان موجود نہ ہونے کی وجہ سے یہ نکاح منعقد نہیں ہو گا اگرچہ بعد میں دونوں شرعی گواہان کو اپنے اس ایجاب و قبول کی خبر دے دیں اس لیے کہ نکاح کی خبر دینے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، بلکہ شرعی گواہان کے سامنے باقاعدہ ایجاب و قبول کرنا نکاح کے منعقد ہونے کے لیے ضروری ہے۔[24]

نکاح میں دونوں گواہ کا سننا اس لیئے ضروری ہیکہ مشہود علیہ قول ہے، لہذا اس کا سننا، یعنی دونوں عقد کرنے والوں کے کلام کو سننا ضروری ہے، یہاں تک کہ اگر یہ دونوں ان دونوں میں میں سے ایک کی بات سنیں دوسرے کی نہ سنیں، یا دونوں میں سے ایک دونوں عقد کرنے والوں میں سے ایک کی بات سنے اور دوسرا دوسرے عقد کرنے والے کی بات سنے تو نکاح جائز نہیں ہو گا۔

علامہ کاسانیؒ کہتے ہیں: اس لئے کہ گواہوں کی موجودگی عقد کے رکن یعنی ایجاب و قبول کی شرط ہے، تو جب تک دونوں کی بات نہ سن لیں رکن کے وقت شہادت متحقق نہیں ہو گی، اور رکن کی شرط نہیں پائی جائے گی۔

تفریعات: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دونوں گواہ سمجھ رہے ہوں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے، لہذا اگر پنجابی، ہندی گواہوں کے سامنے جو عربی بالکل نہ سمجھتے ہوں ایجاب و قبول عربی میں ہو اور وہ یہ نہیں جانے ہوں کہ ان جملوں سے نکاح ہو

---

[23] ۔لا تجوز المناکحۃ بین بنی آدم والجن وانسان الماء لاختلاف الجنس ومفاد المفاعلۃ انہ لا یجوز للجنی ان یتزوج انسیۃ ایضا. رد المحتار 4/61

[24] (الهداية،كتاب النكاح،ج 3، ص 5،

رہا ہے تو نکاح درست نہیں ہو گا، لیکن اگر وہ سمجھتے ہوں کہ ان الفاظ سے نکاح ہو رہا ہے گو معنی نہ جانتے ہوں تو نکاح ہو جائے گا۔

پس اگر گواہوں نے صرف ایجاب کا لفظ سنا اور قبول کا لفظ نہیں سنا، یا ایک نے صرف ایجاب کا لفظ سنا اور دوسرے نے صرف قبول کا، یا دونوں گواہوں نے متفرقاً (علیحدہ علیحدہ) ایجاب و قبول کو سنا، یعنی پہلے ایک نے سنا پھر دوسرے نے تو ان تمام صورتوں میں نکاح نہ ہو گا۔

استثناء۔ لیکن اگر کوئی شخص گونگا ہو تو ظاہر ہے کہ گواہ اس کا کلام نہیں سن سکتے، پس یہ صورت مستثنیٰ ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ گونگا شخص لکھنا جانتا ہو تو اس کے لئے ایجاب یا قبول کو لکھنا ضروری ہے (یعنی گواہوں کے سامنے نکاح کی مجلس میں لکھ کر پیش کرے) اور اگر لکھنا نہ جانتا ہو تو ایسے اشارہ سے جو مقصود پر دلالت کرنے والا ہو ایجاب یا قبول کرے تو کافی ہے، نکاح صحیح ہو جائے گا۔[25]

ضابطہ: ایجاب کے بعد قبول ہو گا پہلے نہیں۔[26] یعنی ایجاب کی عبارت تام ہونے سے پہلے قبول صحیح نہیں۔

تفریع: پس اگر نکاح پڑھانے والے نے کہا "میں نے فلاں بنت فلاں کا نکاح تجھ سے کیا" اور لفظ "کیا" کہنے سے قبل ہی مرد نے کہا "میں نے قبول کیا" تو یہ قبول صحیح نہ ہو گا (کیوں کہ جب تک آخری لفظ نہ بولا جائے کلام میں استثناء وغیرہ کے ذریعہ تغیر کا احتمال باقی رہتا ہے)

خط اور فون کے ذریعہ نکاح

اگر عاقدین میں سے ایک موجود نہ ہو تو ضروری ہے کہ ایک کی طرف سے تحریر اور کم سے کم ایک کی طرف سے بشرط قدرت کلام پایا جائے، مثلاً مرد نے خط لکھا کہ میں تم سے نکاح کی پیشکش کرتا ہوں تو عورت کا صرف لکھ دینا کافی نہیں کہ مجھے منظور ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ وہ دو گواہوں کے سامنے خط پڑھ کر سنائے، اور پھر اپنی قبولیت کا اظہار کرے، اگر عورت بھی اپنی طرف سے قبولیت لکھنے اور گواہوں کو دکھادے تو نکاح منعقد نہیں ہو گا،

حق مہر سے متعلق ضوابط

---

[25] ۔ ردالمحتار 241/3

[26] ۔ (فَلَوْ قَبِلَ الْآخَرُ قَبْلَهُ لَمْ يَصِحَّ) لِتَوَقُّفِ أَوَّلِ الْكَلَامِ عَلَى آخِرِهِ ردالمحتار 14/3

مہر عورت کا حق ہے جو نکاح کی وجہ سے شوہر کے ذمے پر واجب ہوتا ہے، اور شریعت نے اس کی جلد ادائیگی کی تاکید ہے۔

ضابطہ: نکاح میں حق مہر کا مقرر کرنا ضروری ہے اور مقرر نہ کرنے کی صورت میں مہر مثل[27] مقرر ہو جاتا ہے۔

تشریح: حق مہر عورت کا شرعی حق ہے اور مہر کی رقم طے کرنے کا معاملہ شریعت نے جانبین کی رضامندی پر رکھا ہے۔ لڑکی اور لڑکے والے باہمی مشورے سے جو مہر طے کرلیں شریعت نے اسی کا اعتبار کیا ہے بشرطیکہ وہ مہر دس درھم سے کم نہ ہو اور مہر کی رقم طے نہ کرنے کی صورت میں مہر مثل کو لازم ہو جاتا ہے۔ یعنی اس لڑکی کے باپ کے خاندان کی وہ لڑکیاں جو مال، جمال، دین، عمر، عقل، زمانہ، شہر، باکرہ یا ثیبہ وغیرہ ہونے میں اس کے برابر ہوں، ان کا جتنا مہر تھا، اس کا بھی اتنا ہی مہر مانا جائے گا۔

ضابطہ: حق مہر کی کم از کم مقدار مقرر ہے اور زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔[28]

وضاحت: مہر کی کم از کم مقدار 10 درہم کے بقدر چاندی یا اس کی قیمت ہے۔ اور 10 درہم کا وزن 2 تولہ ساڑھے سات ماشہ ہے، اور موجودہ وزن کے مطابق اُس کی مقدار 30 گرام 618 ملی گرام ہوتی ہے، اس سے کم مہر مقرر نہیں کیا جاسکتا، اگر کیا ہو تو بھی یہی دینا لازم ہے۔

عصر حاضر میں نکاح کی جدید صورتوں کے احکام

آن لائن نکاح کرنے کا حکم

نکاح کے انعقاد کیلئے متعاقدین (لڑکا، لڑکی) یا ان کی طرف سے مقرر کردہ وکیلوں اور گواہوں کا ایک مجلس میں موجود ہونا ضروری ہے، جس کی وجہ سے انٹرنیٹ پر ویڈیو کال یا ٹیلیفون وغیرہ کے ذریعہ نکاح شرعاً درست نہیں، اس لئے اس سے احتراز لازم ہے، البتہ اگر کسی کے لئے بوقت نکاح حاضری ممکن نہ ہو اور وہ فوراً نکاح بھی کرنا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ باقاعدہ دو گواہوں کی موجودگی میں بذریعہ فون یا خط وغیرہ اپنے والد یا بھائی وغیرہ کو عقد نکاح میں اپنی طرف سے ایجاب و قبول کرنے کیلئے وکیل بنالے، پھر جب مجلس نکاح قائم ہو تو وہ وکیل نکاح خواں کے سامنے سائل کی

---

[27] "مہر مثل" کا مطلب یہ ہے کہ جتنا لڑکی کے باپ کے خاندان میں اس جیسی لڑکیوں کا مہر ہوتا ہے، اتنا ہی مہر اس لڑکی کا بھی ہونا چاہیے، مگر "مہر مثل" سے کم یا زیادہ بھی رکھ سکتے ہیں۔

[28] "أقله عشرة دراهم؛ للحديث البيهقي وغيره: لا مهر أقل من عشرة دراهم... ويجب الأكثر أي بالغاً ما بلغ منها إن سمى الأكثر. (ردالمحتار)

طرف سے ایجاب و قبول کرے، مثلاً یہ کہ میں نے اتنے حق مہر کے عوض فلانہ بنت فلاں کا اپنے بھائی کے نکاح میں قبول کیا، چنانچہ اس طرح کے ایجاب و قبول سے یہ نکاح شرعاً بھی منعقد ہو جائے گا۔

خنثیٰ خواجہ سرا کے نکاح کا حکم

خنثیٰ مشکل (یعنی جس شخص میں مرد و عورت کی علامت بالکل مساوی برابر ہوں) سے کسی لڑکے یا لڑکی کا نکاح شرعاً جائز نہیں، البتہ خنثیٰ غیر مشکل یعنی وہ خنثیٰ کہ جس میں مردانہ قُوی اور علامات غالب ہوں تو شرعاً مرد شمار ہونے کی وجہ سے اس کا کسی لڑکی سے نکاح اور اگر اس میں زنانہ صلاحیتیں اور علامات غالب ہوں تو اس کا کسی مرد سے نکاح شرعاً بھی جائز اور درست ہو گا۔

غلط معلومات دے کر نکاح کرنا

عمر کے بارے میں غلط معلومات فراہم کرنے سے عقد نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا البتہ کام سے متعلق اگر نکاح کے وقت ایسی معلومات دی ہوں کہ اس سے مقصود اپنے آپکو کفو ظاہر کرنا ہو اور اس پر اعتماد کر کے نکاح کر رہا ہو، مگر بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ کفو نہیں ہے تو لڑکی اور اس کے اولیاء کو معلوم ہوتے ہی نکاح فسخ کرانے کا اختیار ہو گا بعد میں نہیں۔[29]

نکاح کو رجسٹرڈ کروانا کا حکم

گواہوں کی موجودگی میں لڑکے، لڑکی یا ان کے وکیلوں کی طرف سے ایجاب و قبول سے شرعاً نکاح منعقد ہو جاتا ہے، اسکے بعد شرعاً نکاح کو رجسٹرڈ کروانا کوئی ضروری نہیں، البتہ مستقبل میں مشکلات سے بچنے کے لئے قانونی طور پر بھی نکاح کو رجسٹرڈ کرنا چاہیے۔

خلاصہ بحث:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نکاح کو عبادت کا درجہ دیا ہے اور تمام مذاہب میں اس کو حلال قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں جابجا نکاح کی ترغیب دی گئی ہے۔ نکاح کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر قران و حدیث میں نکاح کے احکامات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جنکو فقہاء نے اجمالا و تفصیلا بیان کیا ہے۔ مسائل نکاح کا ایک تفصیلی باب ہے۔ جسکا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔

---

[29] الھدایہ 1 / 293

نکاح، مخصوص افراد کی طرف سے مخصوص عورتوں سے مخصوص الفاظ کے ساتھ گواہی کی مخصوص شرائط کا لحاظ رکھنے سے منعقد ہوتا ہے۔

-نکاح کی شرعی حیثیت انسان کے ذاتی حالات کے مطابق ہوتی ہے۔ نکاح صحیح وہ ہوتا ہے جہاں ارکانِ نکاح (ایجاب وقبول) صحیح ہو اور عورت محلِ نکاح بھی ہو نیز کوئی عارض نہ ہو اور اگر عورت محل نکاح نہ ہو یا ایجاب وقبول میں خلل ہو یا گواہی میں قصور ہو تو یہ نکاح باطل اور فاسد ہو گا۔ مفتی حضرات نکاح کی مختلف صورتوں سے متعلق حکم شرعی کی وضاحت فقہاء کے بیان کردہ نکاح کے بنیادی اصولوں کے مطابق کرتے ہیں۔ کتب فقہ میں مذکور جزئیات اور فروعات کو بصورت ضوابط اردو زبان میں تحریر کیا جاسکتا ہے۔ جو قابل فہم مختصر اور آسان ہیں۔ مسائل فقہ کو ضوابط کی شکل میں بیان کرنے میں حالات وزمانے کی رعایت بھی ممکن ہے اور اختلاف کی شدت بھی کم کی جاسکتی ہے۔